مشہور عالم دین مبلغ اسلام، وکیل صحابہ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری پچھلے دنوں عازم اقلیم عدم ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وقت کے عظیم واعظ، مجاہد ملت، ناموس رسالت اور عظمت صحابہؓ کے ترجمان، اتحاد امت کے داعی اور ملک کے مایہ ناز خطیب تھے۔ موصوف کی ساری زندگی تبلیغ و اشاعت دین میں گذری۔ فرق باطلہ، رفض و تشیع، منکرین ختم نبوت، اہل بدعت، جہال اور [illegible] مبطلین کے باطل نظریات و عقائد کا ابطال اور ان کے خلاف تبلیغی اور لسانی جہاد مولانا کی تقریروں کا محور تھا۔ شاید ہی ملک کا کوئی شہر ایسا ہو جہاں موصوف توحید و ختم نبوت اور ایمان و عمل صالح کی دعوت و تبلیغ کی غرض سے تشریف نہ لے گئے ہوں۔ موصوف تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ اور تحریک نفاذ شریعت میں اپنے اکابر کے ساتھ ہر میدان میں شانہ بشانہ رہے۔ دین کی دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں موصوف کی مساعی جمیلہ، مسلسل سفر اور مواعظ حسنہ ارباب علم و دانش اور اہل وطن کو ہمیشہ یاد رہیں گے۔ مرحوم [illegible] حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ کے قریبی عزیزوں میں سے تھے نماز جنازہ انہوں نے پڑھائی۔

جماعتی اعتبار سے یہ صدمہ اور نقصان تو ناقابل تلافی ہے ہی، مگر اتحاد امت کے داعی اور موثر تقاریر و مواعظ کی وجہ سے ملک کے جملہ مکاتب فکر اور ارباب دین و دانش مرحوم کی وفات کو قوم و ملت کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دے رہے ہیں۔ عامۃ الناس میں ان کی مساعی ہمیشہ مشکور رہیں گی۔

اب ان کا معاملہ ایسی ذات سے ہے جو سراپا غفور رحیم اور مشکور و قدردان ہے۔
خدا مغفرت کرے بڑے فقیر منش اور درد دل صفت انسان تھے۔

صوبہ سرحد کی مشہور علمی و دینی شخصیت شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالہادی شاہ منصوری بھی اس دار فانی سے دارالبقا کو رحلت فرما گئے۔

موصوف اتباع سنت، طہارت و تقویٰ، زہد و ورع، تبحر علم، وسعت نظر اور کتاب و سنت کی تفسیر اور تعبیر میں یگانہ تھے۔ ساری زندگی مطالعہ کتب بینی اور قرآن کی تعلیم و تدریس میں گذار دی۔ کئی سالوں سے علیل تھے مگر خدمت قرآن اور ترجمہ و تفسیر کے انہماک کا وہی عالم رہا۔ افسوس کہ اب یہ شمع نور و ہدایت بھی ۲۲ راگست بروز اتوار ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔

موصوف دبلے پتلے، نحیف، سادہ وضع، صورت سے متواضع، حلیم اور سیرت سے اگلے وقتوں کی یادگار معلوم ہوتے تھے۔ ہمہ وقت چشم گریاں اور دل خنداں کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ شہرت، نام و نمود، پوسٹر بازی اور موجودہ دور کے اشتہاری طریقوں سے ناآشنا اور طبعاً محترز تھے۔ اپنے آبائی گاؤں شاہ منصور میں گوشہ عزلت

میں زندگی گزارنے اور گمنامی وخاموشی کے ساتھ سفرِ آخرت کی تیاری میں مصروف رہنے کے باوجود طلبہ علوم دینیہ کے مرجع ٹھہرے۔ ہر سال شعبان اور رمضان المبارک کی تعطیلات میں ۲۰۰ سے ۳۰۰ طلبہ آپ کے ترجمہ وتفسیر قرآن کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔

موصوف کے مطالعہ کی وسعت، ذوق کی لطافت اور پاکیزگی نفس کا نقش عوام وخواص سب کے دل و دماغ پر ثبت ہو چکا تھا یہی وجہ تھی کہ موصوف کی وفات کی خبر صوبہ سرحد اور پورے ملک میں نہایت رنج و افسوس اور حسرت واندوہ کے ساتھ سنی گئی۔ لوگ دور دراز مقامات سے پیادہ، بسوں، ویگنوں اور کاروں میں پہنچتے رہے۔ دارالعلوم کے اساتذہ ومشائخ اور طلبہ کے علاوہ خود حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ بھی باوجود علالت وشدت مرض کے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ مرحوم کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دارالعلوم سے خصوصی تعلق تھا۔ یہاں کے اساتذہ اور طلبہ کو سر آنکھوں پر بٹھلاتے اور ان کے اکرام میں دیدہ و دل نچھاور کرتے تھے۔ گو موصوف نہیں رہے مگر ان کے لائق اور فاضل فرزند مولانا الہادی شاہ منصور میں ان کا قائم کردہ دارالعلوم اور ہزاروں تلامذہ ان کا عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔ جو قیامت تک ان کے نام اور کام کو زندہ رکھیں گے۔